زمین عنقریب آباد کی جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: خلافت فاروقی کے زمانے میں لوگ غیر ملکیتی بنجر زمینوں پر قبضہ کے لیے صرف چاردیواری کر کے رکھنے لگے، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا: ''جس کسی نے زمین کو آباد کیا وہی اس کا مالک بنے گا۔'' [شرح البخاري لابن بطال ٦/٤٧٥]

خلاصه: احادیث شریفہ کی روشنی میں اسلامی حکومت کو اپنی حالیہ ضرورت اور مستقبل کے پروگراموں کی تنفیذ کے لیے مناسب جگہ 'بطور'' خالصہ سرکار'' مخصوص کر کے عوام کو استفادہ سے روکنے کا شرعاً اختیار حاصل ہے۔ باقی ساری غیر ملکیتی زمینیں سب باشندوں کی مشترکہ ہیں، جہاں وہ جانور چرانے، پانی لینے، گھاس پھوس اور ایندھن وغیرہ حاصل کا مساوی حق رکھتے ہیں۔ دین فطرت اسلام' حسن فطرت میں اضافہ اور موسم و ماحول کی خوشگواری کے ساتھ ساتھ لوگوں کو معاشی ترقی کے زرین مواقع بھی فراہم کرتا ہے۔ پس ایسے صحراؤں، میدانوں اور پہاڑوں میں کوئی بھی مسلمان ذاتی سرمایہ لگا کر پانی وغیرہ کا انتظام کر کے آباد کرے، تو اسے ملکیت حاصل ہو جائے گی جو آبادی سے بہت دور ہو، عوامی یا سرکاری استعمال میں نہ ہو، اور جہاں کسی کے ذاتی قبضہ کرنے سے عوام کے حقوق مجروح نہیں ہوتے ہوں۔

اسلامی حکومت کو چاہیے کہ بنجر اور خشک زمینوں کی آبادکاری میں عوام کو ہر ممکن سہولت فراہم کرے، تاکہ ایسے قیمتی مواقع سے غریب لوگ بھی برابر فائدہ اٹھا سکیں۔

گلگت بلتستان کی آبادی

غیر سرکاری اعلان کے مطابق گلگت بلتستان کی آبادی قومی مردم شماری سال 2017ء کے مطابق درج ذیل ہے:

ضلع سکردو:	2,50,000	ضلع شگر:	75,000
ضلع کھرمنگ:	55,000	ضلع گانگ چھے:	1,60,000
ضلع دیامر:	2,30,000	ضلع غذر:	1,70,000
ضلع استور:	90,000	ضلع نگر:	70,000
ضلع ہنزہ:	50,000	ضلع گلگت:	3,30,000

مجموعی آبادی: **14,92,000**

میں مسلمان کیونکر ہوا؟

میاں انواراللہ

نورِحق روزِ اول سے اپنا مبارک دامن پھیلائے جن وانس کو اپنی طرف بلا رہی ہے۔ جس کے دل میں اس نور سے بہرہ ور ہونے کی سچی تڑپ ہو' اللہ جل شانہ کی رحمت اسے اپنے دامن میں لے لیتی ہے۔ راہِ حق کے متوالوں کو عموماً آزمائش کے بحرِ بیکراں سے گزرنا پڑتا ہے۔ عزم صمیم سے مزین مردِ مؤمن اس روح پرور آزمائش سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ یہ ایسا سرور ہے، جسے مخالفین نہیں پہچان پاتے۔ اس کیفیت کے بیان سے قلم قاصر ہوتا ہے۔ سورۃ البروج میں اصحاب خندق کا واقعہ، سیدنا حضرت ابراہیم ؑ کے اظہار اسلام اور دعوت توحید کا واقعہ، آزمائش پر آزمائش، آگ میں پھینکا جانا، اکلوتے بیٹے کی قربانی، سیدنا حضرت زکریا ؑ اور ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کی سیرت مبارکہ، صحابیہ حضرت سمیہ، حضرت بلال، حضرت ابوذر غفاری، حضرت خبیب، حضرت سلمان جیسے پرعزم صحابہ کرام ؓ کے واقعات حدیث مبارکہ کی کتب میں پڑھے جاسکتے ہیں۔

ایک ہم عصر طلبگارِ حق کا واقعہ بھی سبق آموز ہے، جو تثلیث کے پجاریوں سے دامن چھڑا کر دین اسلام کی روشنی سے بہرہ ور ہوا۔ پڑھیے اور اپنے وراثتی اسلام کا اس سے موازنہ کیجئے۔ 18 اگست 2007 یہ انٹرویو ریکارڈ کیا گیا۔

تعارف: مسٹر Glenn نے 1979ء میں کیتھولک عیسائی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ کیتھولک عموماً قدامت پسند ہوتے ہیں۔ اُن کا مرکز پاپائے روم ہے، جس کے سامنے تمام ہم عصر کیتھولک کا عالمی ریکارڈ موجود رہتا ہے۔ لیکن Glenn کا گھریلو ماحول لبرل تھا، چرچ سے تعلق بھی واجبی سا تھا۔ گھر کے ہر فرد کا شیڈول الگ الگ تھا۔ ہر کوئی اپنے من میں ڈوبا رہتا تھا۔ آگے چل کر اسی ماحول نے Glenn کو تحفظ فراہم کیا۔ Glenn نے "0" لیول پر تعلیم مکمل کرلی۔ انہی ایام میں اس نے عیسائیت کا مطالعہ کیا۔ عیسائیت میں اسے تثلیث، پوپ کے لیے گناہ دھونے کی اتھارٹی اور بپتسمہ آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتی رہیں۔ جب "God" کی تعداد تین ہے، تو ان میں اختلاف ممکن ہے۔ کیا حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ ؑ (خدا) جنم دیا؟! پھر یہ دونوں خدا مر گئے حضرت عیسیٰ ؑ کا ہمارے گناہوں کے کفارے میں سولی پر جھوم جانا انصاف کے برعکس ہے: "کرے کوئی بھرے کوئی'' "As you sow,so shall you reap" حضرت یحییٰ ؑ کے بپتسمے کے روح پرور عمل کے مقابلے میں موجودہ بپتسمہ صرف پانی کے ٹب

میں ایک لمحے کا غوطہ ہے۔

میں نے بائبل فروری 1998ء میں پڑھ لی۔ "The old Testament" (عہد نامہ قدیم) انجیل مقدس کا پہلا حصہ ہے۔ یعنی انجیل توریت کا تتمہ ہے۔ مذہب سے لگاؤ مجھے گیارہ برس کی عمر سے ہی ہو گیا تھا۔

طہارت اور وضو عبادت کے بنیادی تقاضے ہیں۔ اور میڈیکلی بھی فطرت سے ہم آہنگ ہیں۔ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے ملنا اور السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کرنا بہت بھلا لگا۔ میں نے جب پہلے پہل السلام علیکم کہہ کر ایک نمازی سے ہاتھ ملایا تو ہتھیلی کا دوسرے نمازی کی ہتھیلی سے ملنا کیا تھا! دل میں ایک دوسرے کے لیے نیک خواہشات کا جنم لینا تھا۔ یہ خیال کہ اسلام فساد، قتل و غارت اور لوٹ مار کا مذہب ہے، دم توڑتا نظر آیا۔

اسی دوران میں نے بیت الخلاء میں جانے اور نکلنے کی، کھانا شروع کرنے اور ختم کرنے کی، مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعائیں عربی میں ترجمہ سمیت یاد کرلیں اور ان پر دل و جان سے عمل پیرا رہا۔ عام مسلمان کے اللہ پر کامل توکل نے مجھے بہت جھنجوڑا۔ میں نے مسجد کی زندگی اور گھریلو زندگی میں مسلمانوں کو خوب جانچا۔ ان کا اللہ پر بھروسہ دیکھ کر میں بھی موجودہ دور ِن مادیت کے دوڑ میں کھو گیا اور موازنہ کرنے لگا۔ غیر مسلم دنیاوی شان و شوکت میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ رکنے کا کوئی مقام نہیں آتا؛ جبکہ مسلمان کے نزدیک Althougy is weessiug life Irt faih upan allah is alue all کے شاندار مظاہرے نے میرا ذہن صاف کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

دل کیسے پگھلا؟: میں داؤد صاحب کے ترجمہ شدہ قرآن مجید کا مطالعہ کرتا رہا ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ نے دل پر بہت اثر کیا۔ ایسی آیت کسی اور مذہبی کتاب میں نہیں۔ حقیقت ہے کہ جتنی بلند مرتبہ کتاب آپ پڑھیں گے، اُس کے تقاضے بھی اتنے ہی بلند پایہ ہوتے ہیں۔ پھر اس سے بہرہ ور ہونے کی شرط "تقویٰ: اللہ کا ڈر" رکھی گئی، پھر صاحبانِ تقویٰ کے اوصاف نے دل و دماغ کو خوب جھنجھوڑا۔ یہ تمام صفات جس سوسائٹی میں ہوں اس کے جنت نظیر ہونے میں کون سی شک رہ جاتی ہے! پھر اللہ تعالیٰ کی تصدیق کہ "یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔" یہ فلاح دارین ہے۔ پھر سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۹ نے مجھ پر بہت اثر کیا۔

اس وقت چار مشہور انجیلیں ہیں۔ ویسے تو مختلف ردوبدل سے اکہتر (۷۱) انجیلیں دنیا میں گردش کر رہی ہیں۔ سوچنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ایک انجیل اتاری ہے؛ یہ اکہتر ہوں یا چار...... کہاں سے بن گئیں؟

راقم الحروف کی ملاقاتیں چرچ اتھارٹی سے ہوتی رہیں۔ تمام کی Statamant ہے کہ بائبل حضرت عیسیٰ

(Jasus) کی وفات کے کم از کم ایک سال بعد ترتیب دینا شروع کی گئی۔ ترتیب دینے والے بلند پایہ مذہبی لوگ تھے۔ اسی طرح توریت بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بہت بعد لکھی گئی۔ ان دونوں کتابوں کے مذہبی راہ نما انہیں "The word of God" نہیں کہتے۔

یہ اعزاز صرف اور صرف قرآن مجید کو ہی حاصل ہے۔ تیرچ اتھارٹی میں اعلیٰ منصب پر فائز لوگوں نے ملاقات میں ﴿لا اِکۡـرَاہَ فِـی الـدِّیۡـن﴾ کا خصوصی طور پر ذکر کیا۔ یہ شہادت اُن کی زبان سے سن کر گونا گوں مسرت ہوئی۔ سچ فرمایا اللہ کریم نے ﴿جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَهُوۡقًا﴾ [بنی اسرائیل: ۸۱] "حق آ گیا اور باطل نیست نابود ہو گیا، یقیناً باطل تھا ہی نیست و نابود ہونے والا۔"

قرآن مجید کا مطالعہ حاضر دماغی سے جاری رہا۔ "سورۃ القمر" نے مجھے بہت جھنجھوڑا۔ اس کی ہر آیت مبارکہ میں پند و نصیحت کا بحر بیکراں سمو دیا گیا ہے۔ دل و دماغ کی حالت غیر ہو گئی۔ میں نے جب بھی تصور میں اپنے آپ کو "اللہ تعالیٰ" کے حضور کھڑا پایا، تو اپنے اعمال کی وجہ سے اپنے آپ کو مجرموں کے کٹہرے میں پایا۔ ہر مرتبہ روتے ہوئے ہچکی بندھ جاتی؛ کیونکہ حاویہ جہنم سامنے نظر آ رہا تھا۔ آخر یہ آیات کریمہ میری ڈھارس کا ذریعہ بنتی رہیں:

۱۔ ﴿وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ﴾ [القمر: ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰] "اور یقیناً ہم نے قرآن کو پند و وعظ کے لیے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا!"

۲۔ ﴿اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ۞ فِیۡ مَقۡعَدِ صِدۡقٍ عِنۡدَ مَلِیۡکٍ مُّقۡتَدِرٍ﴾ [القمر: ۵۴، ۵۵] "بیشک ہمارا ڈر رکھنے والے جنتوں اور نہروں میں ہیں، راستی اور عزت کی بیٹھک میں قدرت والے بادشاہ کے پاس۔" سورۃ الفجر کی آخری آیات نے تو مجھ میں خوب جوش و جذبہ ابھارا: ﴿اِرۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ۞ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ۞ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ﴾ [الفجر: ۲۸۔۳۰] "اے اطمینان والی روح! اپنے رب کی طرف لوٹ چل، اس طرح کہ تو اُس سے راضی وہ تجھ سے خوش ہے۔ پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں چلی جا۔"

میں آیات مبارکہ کا سہارا لے کر رب کریم کے حضور اپنی رحم کی اپیل پیش کرتا اور اس گروہ میں شامل ہونے کی رو رو کر دعائیں کرتا۔ یہ ایسے سوز و گداز کے لمحات ہوتے کہ زبان بند رہتی؛ لیکن دل رب کے حضور "عفو" کا خواہاں رہتا۔

مشرف باسلام ہونے کی سعادت: آخر وہ مبارک سعادت آ گئی، لیکن شیطان کے حملے بھی بدستور جاری تھے۔